71173 ـ کھانے پینے اور نماز کے معاملہ میں بیٹے کا والدہ سے جھگڑا کرنا

سوال

میرا بھائی بہت موٹا ہے اور بہت زیادہ کھاتا ہے، جب بھی والدہ اسے کم کھانے کی نصیحت کرتی اور دھمکی دیتی ہے کہ اگر اس نے بات نہ مانی تو وہ اس سے ناراض ہو جائیگی، تو بھائی جواب دیتا ہے کہ:
کھانا حرام تو نہیں، اور والدہ کو کسی حلال کام سے منع کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ؟
اور وہ نماز بھی مسجد میں ادا نہیں کرتا، والدہ جب بھی اسے مسجد نہ جانے کا سبب پوچھتی ہے تو وہ جواب دیتا ہے: نماز باجماعت سنت مؤکدہ ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے.
اور وہ اذان کے بعد نماز کو بہت لیٹ کر کے ادا کرتا ہے، ہم جب بھی اسے کہتے ہیں کہ وقت پر نماز ادا کیوں نہیں کرتے تو جواب دیتا ہے کہ: میں نماز کے مقرر کردہ وقت سے لیٹ تو نہیں کرتا، اس لیے کہ نماز کے اوقات معروف ہیں جو اذان اور اقامت کے ساتھ ملے ہوئے نہیں، ہم اس کا جواب کیا دیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

یقینا اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر سب سے عظیم احسان یہ ہے کہ اس نے زمین میں ہر چیز اس کے لیے مسخر کر رکھی ہے، اور اس پر نعمتیں نازل فرمائی اور ان کے لیے پاکیزہ اشیاء کھانے پینے اور پہننے کے لیے مباح کی ہیں.

لیکن اللہ تعالی نے ان اشیاء کے استعمال میں اسراف کرنے یا پھر اس میں ایسی رخصت تلاش کرنا جس میں اسے ضرر اور اذیت ہو یا وہ اسے اس کے دین و دنیا میں زیادہ نفع والی چیز کے آڑے آرہی ہو میں مشغول ہونے والے کی مذمت بھی کی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

کھاؤ پیئو اور اسراف و فضول خرچی مت کرو، کیونکہ اللہ تعالی فضول خرچی اور اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا الاعراف (31).

دوم:

ابن آدم کے لیے سب سے زیادہ ہلاکت اور تباہ کرنے والی اشیاء میں پیٹ کی شہوت ہے، اور پھر پیٹ شہوات کا منبع اور بیماریوں اور آفات کی جڑ ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" آدمی کے لیے سب سے بری چیز اس کا بھرا ہوا پیٹ ہے، ابن آدم کے لیے تو اس کی پیٹھ سیدھی رکھنے کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں، اگر وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تو ایک تہائی کھانے کے لیے، اور ایک تہائی پینے اور ایک تہائی حصہ سانس لینے کے لیے رکھے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (2380) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

یعنی ابن آدم صرف اتنا کھائے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھے، اور اس سے زیادہ نہ کھائے، لیکن اگر وہ اس سے زیادہ کھانا ہی چاہتا ہے تو پھر اتنا پیٹ بھر کر کھا سکتا ہے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک حصہ کھانے، اور ایک حصہ پینے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لیے رکھے، اس سے زیادہ مقدار میں نہ کھائے.

دیکھیں: تحفۃ الاحوذی.

دور جاہلیت میں عقلمند اور دانشور کم کھانے کی تعریف کیا کرتے تھے:

حاتم طائی کا قول ہے:

اگر تو نے پیٹ اور شرمگاہ کو اس کی مطلوبہ اشیاء دے دیں تو دونوں خون کی انتہائی مقدار حاصل کر لینگے.

دیکھیں: فتح الباری (9 / 669).

اور اگر انسان اتنا زیادہ کھا لے کہ یہ اس کے لیے ضرر اور نقصان کا باعث بنے تو یہ حرام ہے.

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا زیادہ کھانا حرام ہے ؟

تو کمیٹی کا جواب تھا:

" جی ہاں مسلمان کے لیے اتنا زیادہ کھانا کہ اس سے ضرر اور نقصان ہو حرام ہے؛ کیونکہ یہ اسراف میں شامل ہوتا ہے، اور اسراف حرام ہے.

اس كی دليل اللہ سبحانہ وتعالی كا فرمان ہے:

اے بنی آدم مسجد ميں حاضر كے وقت لباس پہن ليا كرو، اور كھاؤ پيؤ اور اسراف نہ كرو كيونكہ اللہ تعالی اسراف كرنے والوں سے محبت نہيں كرتا الاعراف (31). انتہی

ديكھيں فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (22 / 329).

سير ہو كر اور پيٹ بھر كر كھانے ميں نبی كريم صلی اللہ عليہ وسلم سے ترہيب وارد ہوئی ہے، يہ اس ليے كہ ايسا كرنا روز قيامت بھوك كا باعث ہو گا.

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بيان كرتے ہيں كہ:

" نبی كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے ايك شخص كی پاس ڈكار ليا تو رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ہم سے اپنا ڈكار روك كر ركھو، كيونكہ دنيا ميں اكثر سير رہنے والا شخص روز قيامت سب سے زيادہ مدت بھوكا رہے گا "

جامع ترمذی حديث نمبر (2015) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحيح ترمذی ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

الجشاء: سير ہونے كی صورت ميں انسان سے ہوا كے ساتھ خارج ہونے والی آواز كو كہا جاتا ہے.

ابن ابی الدنيا اور طبرانی نے كبير اور الاوسط ميں اور بيہقی نے ابو جحيفہ سے يہی روايت بيان كی ہے اور اس ميں انہوں نے يہ زيادہ كيا ہے كہ:

ابو جحيفہ نے موت تك پيٹ بھر كر نہيں كھايا، جب وہ دوپہر كا كھانا كھا ليتے تو رات كو نہ كھاتے، اور جب رات كو كھا ليتے تو دوپہر كا كھانا نہ كھاتے.

اور ابن ابی الدنيا كی ايك روايت ميں ہے:

ابو جحيفہ كہتے ہيں: ميں تيس برس سے اپنا پيٹ نہيں بھرا.

ديكھيں: تحفۃ الاحوذی.

زيادہ كھانا ترك كرنے كا طريقہ يہ ہے كہ كھانا بتدريج اور آہستہ آہستہ كم كيا جائے، اس ليے كہ جو شخص زيادہ كھانے كا عادی ہو اور يكبارگی كھانے ميں كمی كرنے پر اس ميں كمزوری اور نقاہت آ جائيگی، اور اس كی مشقت بڑھ

جائیگی، اس لیے اسے تھوڑا تھوڑا کھانا کم کرنا چاہیے، وہ اس طرح کہ عادتا کھانے میں کچھ کمی کرتا رہے حتی کہ کھانے اعتدال حد میں چلا جائے.

سوم:

اگر نماز باجماعت کی ادائیگی سنت مؤکدہ ہے، یا پھر اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ہمیں اس کو مضبوطی سے تھامنا چاہیے، اور اس کی مداومت اور حرص کریں، نہ کہ اس کی ادائیگی میں سستی و کاہلی سے کام لیں، ہمیں اللہ تعالی کا شکر بجا لانا اور اس کی تعریف کرنی چاہیے کہ اس نے ہمارے لیے عبادت اور خیر کے طریقے، اور سنن ہدی مشروع کی ہیں، اور ہمیں اپنوں سے پہلی نسل اور سلف کے حال سے عبرت حاصل کرنی چاہیے.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں:

" جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالی کو مسلمان ہو کر ملے تو وہ ان نماز پنجگانہ کی ادائیگی وہاں کرے جس جگہ اس کی اذان ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنن ہدی مشروع کی ہیں، اور یہ نمازیں سنن ہدی میں سے ہیں، اگر تم پیچھے رہ کر اپنے گھر میں نماز ادا کرنے والے شخص کی طرح گھروں میں ہی نماز ادا کرنے لگو تو تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترك کر دیا، اور اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ترك کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص بھی اچھی طرح طہارت کر کے بہترین وضوء کرتا ہے پھر ان مساجد میں سے کسی ایك مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالی ہر قدم کے بدلے اس کے لیے ایك نیکی لکھتا ہے، اور ایك درجہ بلند فرماتا ہے، اور اس کی ایك غلطی معاف کرتا ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ اس نماز سے پیچھے صرف منافق ہی رہتا ہے جس کا نفاق معلوم ہو، ایك شخص کو دو آدمیوں کے درمیان پکڑ کر لایا جاتا اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (654).

یہ تو اس صورت میں ہے جب ہم فرض کریں کہ نماز باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے، بہت سے سوالات کے جوابات میں نماز باجماعت کے وجوب کا بیان ہو چکا ہے.

اس کی تفصیل آپ مندرجہ ذیل سوالات میں دیکھ سکتے ہیں:

(120) اور (8918) اور (10292) اور (21498) اور (40113).

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو ایسے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے جو اس کی محبت اور

رضا کے باعث ہوں.

واللہ اعلم .